فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ممنوعہ اوقات میں آیت سجدہ پڑھنا اور سجدہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: آیت سجدہ پڑھنے اور سجدہ تلاوت کرنے کے لیے کوئی وقت ممنوع نہیں، دراصل ممنوع وقت مطلق نوافل کے لیے ہے، سجدہ تلاوت نماز نہیں۔ لہٰذا طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور زوال کے وقت آیت سجدہ تلاوت بھی کی جا سکتی ہے اور سجدہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

سوال: اگر کسی نے اوقات ممنوعہ میں نوافل پڑھنے کی نذر مانی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر جائز نہیں، اوقات ممنوعہ میں مطلق نوافل پڑھنا جائز نہیں، البتہ سببی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ مگر جان بوجھ کر ممنوع وقت میں نماز پڑھنے کی نذر ماننا جائز نہیں۔ جس نے ایسی نذر مانی، اس کے لیے ضروری ہے کہ نذر توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَذَرَ أَنْ يُّطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهٖ .

”جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانی ہے، وہ اس کی اطاعت کرے (یعنی نذر پوری کرے) اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی ہے، وہ نافرمانی نہ کرے (یعنی نذر پوری نہ کرے)۔“

(صحيح البخاري : 6696)

(سوال): کیا ممنوع اوقات میں تلاوت قرآن کریم کی جاسکتی ہے؟

(جواب): جی ہاں، تلاوت کی جاسکتی ہے، ممانعت پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

(سوال): ممنوع اوقات میں ذکر الٰہی اور درود وغیرہ پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): نماز عصر کے بعد نوافل کا کیا حکم ہے؟

(جواب): عصر کے بعد سورج زرد ہونے سے پہلے پہلے نفل ادا کرنا جائز ہے۔ بعض احادیث میں عصر کے بعد نماز ادا کرنے سے ممانعت وارد ہوئی ہے؛

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد سورج غروب ہونے اور فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحيح البخاري: 588، صحيح مسلم: 825)

تو ان احادیث میں وارد ہونے والی نہی (ممانعت) کو سورج زرد ہونے کے بعد کے وقت پر محمول کیا جائے گا، اس کے لیے ذیل میں مندرج احادیث کا مطالعہ کیجئے۔

① سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ، إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

''نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد نفل پڑھنے سے منع فرمایا ہے، البتہ جب سورج بلند ہو (تو پڑھ سکتے ہیں۔)''

(سنن أبي داوٗد : 1274، سنن النّسائي : 574، السنن الکبرٰی للبَیهقي : 559/2، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن خزیمہ (1284)، امام ابن حبان (1547)، امام ابن جارود (281)، حافظ ضیاء رحمہ اللہ (163، 266) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ عراقی رحمہ اللہ (طرح التثریب: 2/187) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

- حافظ ابن منذر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو 'ثابت وجید' قرار دیا ہے۔

(الأوسط : 388/2)

- حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو 'جید' قرار دیا ہے۔
- حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(المجموع : 156/4)

- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 161/2)

- نیز ایک مقام پر اسے ''صحیح'' اور ''قوی'' بھی کہا ہے۔

(فتح الباري : 163/2)

- حافظ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهٖ زَیَادَةُ عَدْلٍ، لَا یَجُوزُ تَرْکُهَا .

''یہ ثقہ کی زیادت ہے، جسے چھوڑنا جائز نہیں ہے۔''

(المحلّٰی : 31/3)

② سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُصَلُّوا عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ وَتَغْرُبُ عَلٰى قَرْنِ شَيْطَانٍ، وَصَلُّوْا بَيْنَ ذٰلِكَ مَا شِئْتُمْ.

''سورج کے طلوع اور غروب ہوتے وقت نماز نہ پڑھیں، کیوں کہ وہ شیطان کے سینگ پر طلوع وغروب ہوتا ہے، البتہ اس کے درمیان جتنی چاہیں نماز پڑھیں۔'' (مسند أبي يعلٰى: 4216، وسندهٗ حسنٌ)

③ عبدالعزیز بن رُفَیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَيُخْبِرُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتَهَا، إِلَّا صَلَّاهُمَا.

''میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے بتایا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ان کے گھر تشریف لائے تو آپ نے دو رکعت ضرور ادا کیں۔''

(صحيح البخاري: 1631)

④ عاصم بن ضمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كُنَّا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي سَفَرٍ، فَصَلّٰى بِنَا الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ دَخَلَ فُسْطَاطَهٗ، وَأَنَا أَنْظُرُ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

''ہم علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ انہوں نے ہمیں عصر کی دو رکعت پڑھائیں، پھر

خیمے میں داخل ہوئے اور دو رکعت ادا کیں۔ میں یہ منظر دیکھ رہا تھا۔''

(السنن الکبرٰی للبَیهقي : 459/2، وسندہٗ حسنٌ)

راویٔ حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خود یہ دو رکعت ادا کی ہیں۔

تنبیہ:

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَّكْتُوبَةٍ رَّكْعَتَيْنِ، إِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے فجر اور عصر کے ہر فرض نماز کے بعد دو رکعت ادا فرماتے تھے۔''

(سنن أبي داوٗد : 1275؛ السّنن الکبرٰی للنّسائي : 441؛ مسند الإمام أحمد : 124/2؛ صحیح ابن خزیمة : 1195؛ السّنن الکبرٰی للبَیهقي : 459/2)

سند ''ضعیف'' ہے، ابواسحاق سبیعی ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

⑤ ابواسحاق رحمہ اللہ خود کہتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ عَنْهُمَا، قَالَ : إِنْ لَّمْ تَنْفَعَاكَ، فَلَمْ تَضُرَّاكَ .

''میں نے سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے ان دو رکعتوں کے بارے پوچھا: تو انہوں نے فرمایا: اگر یہ فائدہ نہیں دیں گی، تو نقصان بھی نہیں دیں گی۔''

(مصنّف ابن أبي شیبة : 353/2، الأوسط لابن المنذر : 393/2، وسندہٗ صحیحٌ)

⑥ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے اور فرماتے:

إِنَّ الزُّبَيْرَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَا يُصَلِّيَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ .

''سیدنا زبیر اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔''

(الأوسط لابن المنذر : 394/2؛ مصنف ابن أبي شيبة : 353/2، وسندهٗ صحيحٌ)

مصنف ابن ابی شیبہ میں سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

⑦ **طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ کہتے ہیں:**

رَخَّصَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ .

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کی رخصت دی ہے۔''

(سنن أبي داوٗد : 1284، السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 476/2، وسندهٗ حسنٌ)

⑧ **سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:**

رَأَيْتُ عَائِشَةَ تُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَهِيَ قَائِمَةٌ، وَكَانَتْ مَيْمُونَةُ تُصَلِّي أَرْبَعًا، وَهِيَ قَاعِدَةٌ .

''میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا، وہ عصر کے بعد کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھتی تھیں اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیٹھ کر چار رکعت پڑھتی تھیں۔''

(الأوسط لابن المنذر : 394/2، وسندهٗ حسنٌ)

⑨ **اشعث بن ابی شعثاء رحمہ اللہ کہتے ہیں:**

خَرَجْتُ مَعَ أَبِي، وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَبِي وَائِلٍ، فَكَانُوا يُصَلُّونَ بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ .

''میں اپنے والد ابو شعثاء، عمرو بن میمون، اسود بن یزید اور ابو وائل رحمہم اللہ کے ساتھ (سفر میں) نکلا۔ یہ سب عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 352/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑩ **عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں:**

رَأَيْتُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ أَبِي مُوسٰى يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ .

''میں نے ابو بردہ بن ابی موسیٰ رحمہ اللہ کو عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے دیکھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 353/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑪ **یونس بن ابواسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي الْهُذَيْلِ، وَأَبَا بُرْدَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ، يُصَلُّونَ بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

''میں نے عبداللہ بن ابی ہذیل، ابو بردہ اور عبدالرحمٰن بن اسود رحمۃ اللہ علیہم کو جمعہ کے دن عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے دیکھا۔''

(تاريخ أبي زُرعة الدِّمَشقي :1801، وسندهٗ صحيحٌ)

⑫ **ابراہیم بن محمد بن منتشر رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ وہ عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے، ان سے پوچھا گیا، تو فرمایا:**

لَوْ لَمْ أُصَلِّهِمَا، إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ مَسْرُوقًا يُّصَلِّيهِمَا، لَكَانَ ثِقَةً، وَلٰكِنِّي سَأَلْتُ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ .

''میں اگر نہ پڑھوں، تو بھی میں نے مسروق رحمہ اللہ کو یہ دو رکعتیں پڑھتے دیکھا ہے۔ وہ ثقہ تھے۔ پھر میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر سے پہلے اور عصر کے بعد دو رکعت ضرور پڑھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 352/2، وسندهٗ صحيحٌ)

بعض علما ان روایات کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ظہر کے بعد نبی کریم ﷺ سے دو رکعت رہ گئی تھیں، وہ آپ نے عصر کے بعد پڑھی تھیں اور نبی کریم ﷺ معمول تھا کہ آپ جو کام شروع کر دیتے اس پر دوام اختیار کرتے تھے۔ عصر کے بعد دو رکعت والی روایات سے یہی مراد ہے۔

لیکن ان محترمین کی یہ تاویل درست معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ خود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی عصر کے بعد دو رکعت ادا کیا کرتی تھیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی نماز ہے، جس کی نبی کریم ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی تھی، صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کی قائل و فاعل رہی ہے۔

جو حضرات عصر کے بعد دو رکعت کی ادائیگی سے منع کرتے ہیں، وہ خود کئی نمازیں عصر کے بعد ادا کرنے کے قائل ہیں، مثلاً:

① ظہر کی چھوڑی ہوئی سنتیں۔

② جس نے عصر اکیلے ادا کی، بعد میں دیکھا کہ جماعت ہو رہی ہے، اس میں بھی شامل ہو گیا، تو ظاہر ہے کہ جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی وہ رکعات نفل ہی شمار ہوں گی۔

③ بارش کی نماز۔

④ سورج گرہن کی نماز

⑤ نمازِ جنازہ وغیرہ۔

اس پر ایک اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نماز پڑھنے والوں کو مارا کرتے تھے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا .

''نمازوں کے لیے طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کا وقت نہ ڈھونڈا کرو۔''

(الموطّأ للإمام مالك : 173/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مارنا مطلق عصر کے بعد نماز پر نہیں تھا، بلکہ ممنوع وقت، یعنی غروبِ آفتاب کے وقت نماز پڑھنے پر تھا۔

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَهِمَ عُمَرُ، إِنَّمَا نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّتَحَرّٰى طُلُوعُ الشَّمْسِ وَغُرُوبُهَا .

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو وہم ہوا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت نماز سے منع فرمایا تھا۔''(صحيح مسلم : 833)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مارنے کا علم تو ہوا تھا، لیکن اس کا اصل سبب معلوم نہ تھا۔ اسی لیے آپ نے اسے وہم قرار دیا، پھر جب اصل حقیقت معلوم ہوئی، تو خود سیدہ رضی اللہ عنہا نے اسے بنظرِ تحسین دیکھا۔

❁ شریح بن ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي؟ قَالَتْ : كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ، ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، فَقُلْتُ : فَقَدْ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ عَلَيْهِمَا وَيَنْهٰى عَنْهُمَا، فَقَالَتْ : قَدْ

كَانَ عُمَرُ يُصَلِّيهِمَا، وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا، وَلٰكِنَّ قَوْمَكَ أَهْلَ الدِّينِ قَوْمٌ صِغَارٌ يُّصَلُّونَ الظُّهْرَ، ثُمَّ يُصَلُّونَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَيُصَلُّونَ الْعَصْرَ، ثُمَّ يُصَلُّونَ بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ، فَضَرَبَهُمْ عُمَرُ، وَقَدْ أَحْسَنَ.

''میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نماز پڑھتے تھے؟ کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھتے، اس کے بعد دو رکعت پڑھتے، پھر عصر کی نماز پڑھتے، اس کے بعد بھی دو رکعت پڑھتے۔ عرض کیا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو ان دو رکعت پر مارتے اور ان سے منع کرتے تھے، کہنے لگیں: خود سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ دو رکعت پڑھتے تھے اور جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ دو رکعت پڑھتے تھے، لیکن آپ کی دیندار قوم کے افراد ناسمجھ تھے۔ وہ ظہر کے بعد عصر تک نماز پڑھتے رہتے، پھر عصر کے بعد مغرب تک نوافل پڑھتے رہتے۔ اس وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مارا اور یہ آپ نے اچھا کیا۔''

(مسند السّراج: 1530، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ **امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

دَلَّتِ الْأَخْبَارُ الثَّابِتَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنَّ النَّهْيَ إِنَّمَا وَقَعَ فِي ذٰلِكَ عَلٰى وَقْتِ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَوَقْتِ غُرُوبِهَا، فَمِمَّا دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَهِيَ أَحَادِيثُ ثَابِتَةٌ

بِأَسَانِيدَ جِيَادٍ، لَّا مَطْعَنَ لِّأَحَدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِيهَا .

''ان صحیح احادیث سے واضح ہوا کہ عصر کے بعد نماز کی ممانعت کا تعلق طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت سے ہے، نیز سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کی بیان کردہ احادیث بھی اسی پر دلالت کناں ہیں۔ان کی سندیں عمدہ ہیں اور کسی صاحب علم کو ان پر اعتراض نہیں۔''

(الأوسط : 388/2)

سوال: جمعہ سے پہلے نوافل شروع کیے کہ امام خطبہ کے لیے کھڑا ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جو نفل شروع کیے ہیں، انہیں مکمل کرے، مزید نہ پڑھے۔

سوال: خطبہ کے دوران نماز استخارہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: دوران خطبہ کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے، صرف دوران خطبہ آنے والا دو رکعت پڑھے گا۔

سوال: کیا نماز ظہر میں بلا وجہ تاخیر درست ہے؟

جواب: کسی نماز میں بلا وجہ تاخیر درست نہیں، سوائے نماز عشاء کے، کہ اسے نصف رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے، مگر جماعت ترک کرنا جائز نہیں۔

سوال: سفر یا بیماری کی وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سفر یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے دو نمازیں جمع کی جا سکتی ہیں، یعنی نماز ظہر اور نماز عصر کو جمع کر لیا جائے یا نماز مغرب اور نماز عشاء کو جمع کر لیا جائے۔

سوال: نماز عید کے بعد نوافل کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز عید کے بعد نوافل نہیں ہیں۔ نماز عید کے بعد گھر لوٹنے پر دو رکعت کے

بارے میں منقول روایات ضعیف ہیں، ان پر تبصرہ ملاحظہ ہو:

① سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئًا، فَإِذَا رَجَعَ إِلٰى مَنْزِلِهِ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید سے پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے، گھر واپس آ کر دو رکعتیں ادا فرماتے۔''

(مسند الإمام أحمد : 28/3، 40، سنن ابن ماجه : 1293)

سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعِيْفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِيْنَ .

''جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(المجموع :155/1)

۞ حافظ ابوالفتح یعمری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ لِسُوْءِ حِفْظِهٖ .

''خرابیِ حافظہ کے سبب اکثر محدثین کرام نے ضعیف کہا ہے۔''

(فيض القدير للمَناوي : 527/5)

۞ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِيْنَ .

''جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(مجمع الزّوائد :134/1)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 10/10، 324)

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ، ضَعَّفَهٗ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَابْنُ مَعِينٍ وَّأَبُو حَاتِمٍ وَّعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَغَيْرُهُمْ .

''ضعیف ہے، امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام ابوحاتم رازی، امام علی بن مدینی اور امام ابن خزیمہ رحمہم اللہ وغیرہم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(إتّحاف الخيرة المهرة : 458/5)

② سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو عید الفطر کے دن نماز عید کے بعد چار رکعت ادا کرتا ہے، پہلی رکعت میں سورت فاتحہ اور سورت اعلیٰ، دوسری میں سورت شمس، تیسری میں سورت ضحیٰ اور چوتھی میں سورت اخلاص پڑھتا ہے، گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابیں پڑھیں اور گویا تمام یتیم بچوں کو پیٹ بھر کھانا کھلایا، انہیں تیل لگایا اور پاک صاف کیا، نیز اسے ہر اس چیز کے برابر اجر ملے گا، جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

(الموضوعات لابن الجوزي : 447/2)

جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن احمد بن صدیق کی توثیق نہیں مل سکی۔

② ابوبکر احمد بن جعفر مروزی کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

③ یعقوب بن عبد الرحمٰن ہوسکتا ہے کہ ابو یوسف بصاص ہو، اس کے متعلق؛

❁ ابومحمد بن غلام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْمَرْضِيِّ .

''یہ پسندیدہ نہیں۔''

(سؤالات السّهمي، ص261، الرقم : 380)

❁ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي حَدِيْثِهٖ وَهْمٌ كَثِيْرٌ .

''اس کی حدیث میں بہت زیادہ وہم ہے۔''

(تاريخ بغداد : 431/16)

④ عبداللہ بن محمد بن ربیعہ قدامی کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحَدُ الضُّعَفَاءِ، أَتٰى عَنْ مَّالِكٍ بِمَصَائِبَ .

''ضعیف ہے، امام مالک رحمہ اللہ سے منسوب مصیبتیں ذکر کرتا ہے۔''

(ميزان الاعتدال : 488/2)

سوال: کتنے اوقات میں نوافل ممنوع ہیں؟

جواب: مطلق نوافل کے لیے ممنوع اوقات تین ہیں؛ طلوع آفتاب، زوال آفتاب اور غروب آفتاب۔ ان تین اوقات کے علاوہ کسی وقت نفل نماز ممنوع نہیں۔ نیز سببی نماز مثلاً تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو، نماز حاجت، نماز استسقاء اور نماز کسوف وغیرہ کسی بھی وقت ادا کی جاسکتی ہیں، ان کے لیے کوئی وقت ممنوع نہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) تحیۃ الوضو کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِنَّهَا تُبَاحُ فِي أَوْقَاتِ النَّهْيِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَاسْتِوَائِهَا وَغُرُوبِهَا، وَبَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ؛ لِأَنَّهَا ذَاتَ سَبَبٍ .

''یہ نماز ممنوع اوقات، مثلاً؛ طلوع آفتاب، زوال، غروب شمس، نماز عصر اور فجر کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے، کیونکہ یہ سببی نماز ہے۔''

(شرح مسلم : 13/16)

سوال: کیا اذان کی آواز سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ اذان کی آواز سنتے ہی شیطان اتنی دور بھاگ جاتا ہے کہ اسے اذان کی آواز سنائی نہ دے۔ اذان مکمل ہونے کے بعد واپس آ جاتا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ، وَلَهُ ضُرَاطٌ، حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قَضَى النِّدَاءَ أَقْبَلَ .

''جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے، تو شیطان پاد مارتے ہوئے اتنی دور بھاگتا ہے، جہاں اسے اذان سنائی نہ دے، جب اذان مکمل ہوتی ہے، تو واپس لوٹ آتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 608، صحيح مسلم : 389)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُونَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ قَالَ سُلَيْمَانُ : فَسَأَلْتُهُ عَنِ الرَّوْحَاءِ فَقَالَ : هِيَ مِنَ

الْمَدِينَةِ سِتَّةٌ وَثَلَاثُونَ مِيلًا .

''شیطان جب اذان کی آواز سنتا ہے،تو (وہاں سے) بھاگ جاتا ہے، یہاں تک کہ ''روحاء'' مقام تک چلا جاتا ہے۔ (راویٔ حدیث) سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابوسفیان (طلحہ بن نافع) رحمہ اللہ سے ''روحاء'' مقام کے متعلق پوچھا،تو فرمایا: یہ مدینہ سے چھتیس (۳۶) میل کے فاصلے پر ہے۔''

(صحيح مسلم : 388)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمُؤَذِّنُ الْمُحْتَسِبُ كَالشَّهِيدِ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهٖ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ أَذَانِهٖ، وَيَشْهَدُ لَهٗ كُلُّ رَطْبٍ وَّيَابِسٍ وَإِذَا مَاتَ لَمْ يُدَوَّدْ فِي قَبْرِهٖ .

''اجر وثواب کی نیت سے اذان کہنے والا اذان مکمل ہونے تک اس شہید کی طرح ہوتا ہے، جوخون میں لت پت ہو۔ (روز قیامت) مؤذن کے لیے ہر خشک وتر شے گواہی دے گی، جب مؤذن فوت ہوگا،تو قبر میں کیڑے اس کے جسم کونقصان نہیں پہنچائیں گے۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 13554)

جواب: سند جھوٹی ہے۔محمد بن فضل بن عطیہ ''کذاب'' ہے۔

❀ المعجم الاوسط للطبرانی (1221) میں محمد بن فضل کی متابعت ہوئی ہے،مگر وہ سند بھی غیر ثابت ہے۔اس میں قیس بن ربیع سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔ نیز اس روایت کو متصل بیان کرنا خطا ہے، مرسل ہونا ہی راجح ہے، جیسا کہ امام

دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(العِلل : 3114)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العِلَل المُتناهية :392/1)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أُذِّنَ فِي قَرْيَةٍ أَمَّنَهَا اللّٰهُ مِنْ عَذَابِهِ ذٰلِكَ الْيَوْمَ .

''جب کسی بستی میں اذان کہی جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس روز اسے اپنے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔'' (المُعجم الكبير للطّبراني :257/1)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار ''ضعیف'' ہے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ حَدِيثُهٗ . ''اس کی حدیث ثابت نہیں۔''

(التّاريخ الكبير : 504/6)

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتِم : 238/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (دیوان الضعفاء: ۲۴۴۷) نے ''منکر الحدیث'' اور حافظ

ابن حجر رحمہ اللہ (التقریب:۳۸۷۳، التلخیص:۲/۱۷۶) نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

✿ علامہ ابن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ نے اسے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(الجَوهر النّقي: 286/3)

② بکر بن محمد قرشی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَعْرِفْهُ. ''میں اسے پہچان نہیں سکا۔''

(مَجمع الزّوائد: 242/3)

تنبیہ:

بکر بن محمد بن عبد الوہاب ابوعمرو قرشی بصری ثقہ ہے۔ اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''العدل''، امام طبرانی رحمہ اللہ نے ''المعدل'' اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''ثقہ'' کہا ہے۔ یہ امام ابن حبان رحمہ اللہ اور امام طبرانی رحمہ اللہ کا استاذ ہے۔ جبکہ بکر بن محمد قرشی کوئی اور ہے۔ امام طبرانی رحمہ اللہ اس سے واسطہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

③ صالح بن شعیب کی معتبر توثیق معلوم نہیں ہو سکی۔

اس سے مراد فرض نماز والی اذان ہے، نہ کہ آفت کی وجہ سے بے وقت دی گئی اذان۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِهِ، وَضَعَ الرَّبُّ يَدَهُ فَوْقَ رَأْسِهِ، فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ أَذَانِهِ، وَإِنَّهُ لَيُغْفَرُ لَهُ مَدَّ صَوْتِهِ، فَإِذَا فَرَغَ، قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: صَدَقَ عَبْدِي، وَشَهِدتَّ

بِشَهَادَةِ الْحَقِّ، فَأَبْشِرْ .

''جب مؤذن اذان شروع کرتا ہے، تو رب تعالیٰ اپنا ہاتھ مؤذن کے سر پر رکھ دیتا ہے اور ایسا ہی رہتا ہے، یہاں تک کہ مؤذن اذان سے فارغ ہو جائے اور تا حد نگاہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ جب اذان سے فارغ ہوتا ہے، تو رب تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا، (میرے بندے!) تو نے حق کی شہادت دی ہے، لہٰذا تیرے لیے خوش خبری ہے۔''

(الغرائب الملتقطة لابن حجَر :537/1)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① عمر بن صبح ''متروک وکذاب'' ہے۔

② زید العمی ''ضعیف'' ہے۔

③ محمد بن یعلی سلمی ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

❀ اسی معنی کی روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(أخبار أصبهان لأبي نعيم : 312/2)

یہ بھی جھوٹی سند ہے۔

① ابوالقاسم محمد بن جعفر سرندیبی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

② سماک بن حرب کی عکرمہ سے روایت مضطرب ہوتی ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَرَأَيْتُ فِيهَا جَنَابِذَ مِنْ لُؤْلُؤٍ، تُرَابُهَا الْمِسْكُ،

فَقُلْتُ : لِمَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ : لِلْمُؤَذِّنِينَ وَالْأَئِمَّةِ مِنْ أُمَّتِكَ .

''میں جنت میں داخل ہوا، تو دیکھا کہ اس میں موتیوں کے گنبد ہیں، ان کی مٹی کستوری کی ہے، میں نے پوچھا: جبریل! یہ کس کے لیے ہیں؟ عرض گزار ہوئے: یہ آپ کی اُمت کے مؤذن اور ائمہ (مساجد) کے لیے ہیں۔''

(مُعجم أبي يعلٰی : 54، مسند الشّاشي : 1428)

جواب: سند جھوٹی ہے۔

① محمد بن ابراہیم شامی ''منکر الحدیث وکذاب'' ہے۔

② محمد بن علاء ایلی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❀ امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(عِلَل الحديث : 344/2)

③ زہری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

❀ اس حدیث کو امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(عِلَل الحديث : 344/2)

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو ''منکر'' کہا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 524/7)